خطبہ حجۃ الاسلام: دستور انسانیت کا محور و مرکز

شاہدہ الیاس

حضرت محمدؐ نے جس دعوت کا آغاز انتہائی عسرت اور تکلیفوں میں کیا تھا اب وہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ[1] کا منظر پیش کر رہی تھی۔ اسلام سارے عرب میں پھیل چکا۔ اللہ کی بھٹکی ہوئی مخلوق اپنے اصل مرکز پر آ چکی۔ اسلام کے عقائد اور اعمال، شریعت کے اصول و فروغ کی تکمیل ہو چکی۔ حکومت الٰہیہ کا قیام عمل میں آ چکا اور سارے عالم کی راہنمائی کے لئے ایک جماعت تیار ہو چکی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر نازل فرمائی جس میں حضورؐ کو اشارۃً آگاہ کیا گیا تھا کہ آپ کا کام اب مکمل ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے وصال سے پہلے تعلیمات اسلامیہ کو سارے عرب میں پہنچانے کے لئے حج کا ارادہ فرمایا۔ اعلان کر دیا گیا کہ امسال حضورؐ خود حج کی قیادت فرمائیں گے اس لئے تمام عرب سے مسلمان اس میں شریک ہوں۔

وَ اَذِّن فِی النّاس بالحجّ یاتُوکَ رِجَالاً وَّ عَلیٰ کُلِّ ضَامِرٍ یَاتِیْنَ من کُلِّ فجٍ عَمِیْق --[2]

حضورؐ کے سفر حج پر تشریف لے جانے کی خبر کو مشتہر کرنے کے بڑے اہم دینی مقاصد تھے۔ ایک مقصد تو یہ تھا کہ مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد اللہ تعالیٰ کے حبیب رسولؐ کو حج کرتے دیکھے تاکہ ان کو حج کرنے کے صحیح طریقہ کا علم ہو جائے۔ دوسرا یہ حج حجۃ الوداع تھا۔ آپؐ نے اپنے ارشادات طیبہ کے ذریعے کئی بار اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اس مقام پر یہ میری تم سے آخری ملاقات ہے۔ اپنی امت کو الوداع کہنے سے پہلے حضورؐ چند اہم پند و نصائح سے انہیں مشرف کرنا چاہتے تھے کہ ہر شخص اپنے کانوں سے ان پند و نصائح کو سنے اور تادم واپسیں ان پر عمل پیرا رہے۔ تیسرا اللہ کے رسولؐ نے دعوت اسلام کو عرب کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے بیس سال تک جو پیہم اور جانگسل جد و جہد کی تھی اس کے خوش کن نتائج کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو مشاہدہ کرانا تھا تاکہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے اس بے مثال انعام کا شکریہ ادا کریں کہ جس اہم فریضہ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سپرد کی تھی۔ وہ اس کی توفیق اور نصرت سے بحسن و خوبی انجام پذیر ہوا۔ نیز اس سفر حج کی تشہیر کے باعث جزیرہ عرب کے اطراف و اکناف سے جو بے شمار لوگ میدان عرفات میں جمع ہوئے ان سب نے با آواز بلند یک زبان ہو کر یہ شہادت دی کہ اے اللہ کے رسولؐ! بے شک آپؐ نے اپنے فرائض کما حقہ ہم تک پہنچا دیئے ہیں[3]۔

۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو آپؐ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھا۔ فرزندانِ توحید کا

ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپؐ کے ہمرکاب تھا - فضا میں لبیک اللھم لبیک کی صدائے دلنواز بلند ہوتی تو دشت و جبل گونج اٹھتے - آپؐ ہر مرحلہ پر لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم فرماتے ہوئے مکہ کی جانب بڑھتے گئے اور وہاں پہنچ کر خالص سنت ابراہیمی کے مطابق حج ادا فرمایا - اس دوران آپؐ نے صفا و مروہ میں مختصر خطبے ارشاد فرمائے - لیکن ۹ ذوالحج کو آپؐ نے میدان عرفات میں جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور جامع مرقع ہے [۴] - اس خطبہ میں آپؐ نے نہایت جامعیت کے ساتھ اہم معاشرتی، معاشی، مذہبی، سیاسی اور عمومی احکامات یاد دلائے - حقوق اللہ اور حقوق العباد پوری وضاحت سے بیان فرمائے - عورتوں اور غلاموں کے حقوق پر زور دیا - جاہلیت کے تنازعات کی جڑ کاٹ دی - سود کو حرام قرار دیا اور معاشرے میں اخوت و مساوات کی فضا پیدا کرنے کی تلقین فرمائی - اس روح پرور ماحول میں آپؐ نے صحابہؓ سے اقرار بھی لیا کہ آپؐ نے انہیں پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے اور یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جو لوگ وہاں موجود نہ تھے انہیں وہ پیغام پہنچا دیا جائے [۵] -

حضورؐ کے خطبہ حجۃ الاسلام کی اہمیت کے پیش نظر اس کے ہر پہلو سے آپؐ کے ان ارشادات کا بغور مطالعہ اور تحقیق کی اشد ضرورت ہے جس میں نوع انسانی کے مختلف اصناف کے حقوق و فرائض کی نشاندہی کی گئی ہے - یہ ایک ایسا جامع اور جلیل القدر خطبہ ہے کہ طالبان حق قیامت تک اس سے فیض یاب ہوتے رہیں گے - اس میں امت کے ہر طبقے کے لئے رشد و ہدایت کے وہ قواعد و ضوابط بیان فرما دیئے گئے ہیں کہ اگر امت اس پر کاربند رہے گی تو دونوں جہانوں میں فوز و فلاح کا تاج اس کے سر پر چمکتا رہے گا -

ایسے بہت سے پیچیدہ مسائل جن کو حل کرنے کے لئے قوم کے دانشور بڑی ضخیم کتب ضبط تحریر میں لے آتے ہیں مگر پھر بھی تشنگی دور نہیں ہوتی - حضورؐ کے اس خطبے میں ایسے تمام مسائل کا جامع حل اور اس کے ایک ایک جملے میں علم و حکمت کے سمندر موجزن ہیں - یہ خطبہ جو انسانی حقوق کا علمبردار ہے اس کو درج ذیل عنوانات یا پہلوؤں کے تحت پرکھا جا سکتا ہے -

۱- معاشرتی احکامات

۲- معاشی اصلاحات

۳- دینی و مذہبی احکامات

۴- سیاست سے متعلق ہدایات

معاشرتی احکامات

آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی۔

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا)

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظر میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے" جیسا کہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عرب کو عجمی پر فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عرب پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ سوائے تقویٰ کے۔ (فضیلت و بزرگی کا معیار)

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں[6]۔ بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانا باقی ہیں۔ پھر فرمایا ایسا نہ ہو قریش کے لوگو! خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر دنیا کا بوجھ لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں۔ اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آ سکوں گا[7]۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔ لوگو! تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئی ہیں ہمیشہ کے لئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے آگے جاؤ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا[8]۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ہی کشت و خون کرنے لگو۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ایسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب وکتاب خدا کے ہاں ہوگا۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر خدا کی لعنت۔

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائے جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں۔ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے ان کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو۔ اور وہ باز آ جائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔ عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود وہ اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل لیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

حضورؐ کی تشریف آوری کے وقت انسانیت نسلی، لسانی اور مفاداتی گروہوں میں منقسم تھی۔ اشراف مذہبی، قومی اور معاشی بنیادوں پر قابل عزت تھے۔ غلام اور کمزور لوگوں کی زندگی ان کے رحم وکرم پر تھی۔ ایسے میں پیغمبر انسانیت نے مساوات انسانی کا نعرہ بلند فرمایا۔ جھوٹے وقار اور غلط پندار کو توڑ کر رکھ دیا۔ حضورؐ نے قرآن کے ارشادات کی روشنی میں مساوی تصور کا درس دیا[9]۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور تم خدا سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو[10]۔

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے[11]۔

ترجمہ: اور ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا کی ہیں[12]۔

خطبہ حجۃ الاسلام میں بار بار انسانی مساوات پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حجۃ الوداع کہنا پسند نہیں کرتے تھے[13]۔

ترجمہ: میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کرنا جس طرح کا حضرت عیسیٰؑ کی تعریف میں نصاریٰ نے

کیا کیونکہ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں [۱۴]۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ آپؐ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔

ترجمہ: جسے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے [۱۵]۔

حضورؐ نے ان حقائق پر صرف وعظ نہیں فرمایا۔ انہیں معاشرتی حقیقت اور انسانی اقدار کے طور پر عملی زندگی میں نافذ کیا۔ خود اس کی مثال پیش کی اور مسلم معاشرے کے لئے ان کو ضروری قرار دیا۔ آپؐ کے رفقاء نے بھی انہیں اپنی زندگی میں اپنایا۔ تاریخ اس مثالی طرز عمل کی گواہ ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہؓ کی شاندار مثالیں تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں۔

آپؐ نے نسلی اور لسانی امتیازات کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ان مظالم اور ناروا تقریبات کو بھی ختم کر دیا جو طبقہ نسواں کے سلسلے میں انسانوں نے روا رکھی تھیں۔ آپؐ نے خطبہ حجۃ الاسلام کے موقع پر خصوصیت سے عورتوں کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ عورتوں کے ضمن میں چند ایک ارشادات ربانی درج ذیل ہیں۔

ترجمہ: مردوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں [۱۶]۔

مزید فرمایا:۔

ترجمہ: جو کوئی اچھا کام کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے۔ ہم یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے۔ اور ہم انہیں بہترین اعمال کا جو وہ کرتے ہیں اجر دیں گے [۱۷]۔

ترجمہ: عورتوں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو [۱۸]۔

احادیث مبارکہ

ترجمہ: عورتیں مردوں کی نظیر و مثیل ہیں [۱۹]۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبیؐ کے عہد میں اپنی عورتوں سے کھلی باتیں کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ اس اندیشے کے پیش نظر کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل نہ ہو جائے۔ جب رسولؐ کا انتقال ہوا تو ہم جی کھول کر باتیں کرنے لگے [۲۰]۔

ترجمہ: رسولؐ نے فرمایا کہ دنیا میں مجھے عورتیں اور خوشبو عزیز ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے [۲۱]۔

عورت کے حقوق کا تحفظ، اس کی صحیح تربیت اور اس کے صحیح معاشرتی مقام کے لئے آپ نے خصوصی

انتظام فرمایا۔ اسلام سے پہلے کی جاہلیت اور دور جدید کی جاہلیت میں عورت کو جس طرح حرص و ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ وہ بالکل واضح ہے۔ آپؐ نے خطبہ میں بھی عظمت انسان بیان فرماتے ہوئے عورت کو انسانیت کا ایک لازمی حصہ قرار دیا۔ نکاح وطلاق کے قوانین کی اصلاح فرما کر آپؐ نے عورت کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ اس کے لئے دائرہ عمل متعین فرمایا تا کہ اس کا تحفظ ہو سکے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

عورت اپنے اہل بیت کی نگران ہے اور اس کے لئے جواب دہ ہے[۲۲]۔

اسلام میں پہلی مرتبہ عورت نے بحیثیت ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کے اپنا صحیح مقام حاصل کیا۔ انسانی معاشرت کے سکون کو برباد کرنے لئے چند ایسے امور راہ پا گئے تھے جنہوں نے اجتماعی زندگی کو بھی مستحکم نہ ہونے دیا اور آج بھی انسانی معاشرت مسائل کے باعث پریشان ہے۔ ان میں باہمی عداوت و منافرت اور دوسرے کا احساس، ہمدردی و ایثار کی کمی ہے۔ آپؐ نے ان سے بچاؤ کی خصوصی تلقین فرمائی۔ اجتماعی زندگی تین بنیادوں پر استوار ہے۔

۱۔ جان کا پاس و تحفظ

۲۔ مال کی حفاظت

۳۔ عزت و آبرو کا احترام

انسانوں کے درمیان کش مکش، جھگڑوں، رنجشوں اور مخالفتوں کے جتنے بھی واقعات پیش آتے ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو تہہ میں جان، مال اور آبرو کے بارے میں کم یا زیادہ بے احتیاطی کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ آج اگر دنیا ان تین بنیادوں پر صحیح معنوں میں قائم رہنے کا عزم صمیم کر لے تو سارے جھگڑے اور فتنہ و فساد مٹ سکتے ہیں۔ حضورؐ نے ان تین بنیادی چیزوں کی حفاظت کا معاملہ اپنے تاریخی خطبے میں آخری حد تک پہنچا دیا۔ انہوں نے انسان کے خون، مال اور آبرو کو یوم حج، ماہ ذی الحج اور شہر مکہ کے مثل محترم قرار دیا۔

جس طرح عصر حاضر میں خادم اور نوکر خاندان کا لازمی حصہ شمار ہوتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اہمیت غلاموں کو حاصل تھی۔ غلام، لونڈی (باندی) خاندان جز ولاینفک تصور ہوتے تھے۔ ان کی حالت و حیثیت بہت ہی ابتر تھی۔ کیونکہ وہ ایک بے بس مخلوق تھی جس کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ حضورؐ نے بے مثال اسوہ سے انسانیت کی جبین سے غلامی کے داغ کو مٹانے کی بھرپور کوششیں فرمائیں ہیں۔ حضورؐ غلاموں سے خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو غلام تمہارے مزاج کے مطابق ہوں تو جو تم کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ۔ اور جو ناموافق ہوں انہیں بیچ دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو[۲۳]۔

خطبہ حجۃ الاسلام میں بھی آپؐ نے غلاموں کے حقوق پر خصوصی زور دیکر ہمیشہ کے لئے انہیں ذلت و رسوائی کی دلدل سے نکال کر عظمت انسانی کی معراج پر پہنچا دیا۔

حضورؐ نے اپنے خطبے میں اسلامی اخوت کی اہمیت پر جامع الفاظ میں رہنمائی فرمائی ہے۔مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔حدیث مبارکہ ہے:

> ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بدگمانی سے بچ کر رہو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹ بات ہے اور نہ کسی کی راز جوئی کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو۔ اور نہ قیمت بڑھانے کی بولی دو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ باہم روگردانی کرو۔ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ[۲۴]۔

مسلمان نوکر ہو یا آقا، غریب ہوں یا امیر، معمولی حیثیت رکھتے ہوں یا اونچے درجے پر فاء ہوں ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔ان سب کے دل میں ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی بھائیوں کی سی محبت ہونی چاہئے۔حضورؐ نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو خواہ وہ مظلوم ہوں یا ظالم۔عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آ گئی ہے مگر ظالم کی مدد کیونکر ہو۔فرمایا جو بھائی ظلم کرے اسے ظلم سے باز رکھو۔یہ ظالم بھائی کی امداد ہے۔

مسلمان اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ برادران الفت و محبت کی یہ کسوٹی جو حضورؐ نے تجویز فرمائی ہے مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی نہ بنا دے اور وہ اپنے بھائی کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے لگیں جس کی توقع وہ خود اس سے کرتے ہیں۔

خطبہ حجۃ الاسلام میں ہمیں معاشرتی سطح پر بہت سے زریں اصول فراہم کئے گئے ہیں۔سب سے اہم اصول Peacefull Co-existence کا ہے۔جیو اور جینے دو اور یہی وہ بنیادی حق ہے جس کے لئے آج تیسری دنیا جدوجہد کر رہی ہے اور عالمی طاقتیں اسے یہ حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔آپؐ نے اتفاق و اتحاد، اخوت و مساوات اور احترام آدمیت کا درس دیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگنا۔آپؐ نے جاہلانہ اور فرسودہ روایات و رسومات کی بیخ کنی کر کے ایک صحت مند سماجی انقلاب کی دعوت دی ہے اور صاف صاف طور پر اعلان فرمادیا کہ جاہلانہ رسمیں سند نہ سمجھی جائیں کیونکہ یہ انتہا پسندی کی بنیاد ہے۔آپؐ نے عورتوں کے حقوق کی تاکید فرمائی۔ آج کی دنیا میں تحریک آزادی نسواں کا خلاصہ بھی یہی ہے۔مگر اس نے عورتوں کے فرائض پر مطلق دھیان نہیں دیا ہے۔اس لئے مغرب کی میکانکی زندگی میں ازدواجی رشتے اکثر ناکام ہو جاتے ہیں۔آپؐ نے مرد اور عورت دونوں کے حقوق کی وضاحت فرمادی ہے اور بتا دیا ہے کہ عورت سے عفت و عصمت اور وفاداری کا مطالبہ کرنا مرد کا حق ہے۔

تمام انسانوں کو برابر قرار دے کر معاشرے میں امتیازات اور طبقاتی کشمکش کی بیخ کنی کر دی ہے۔

آپؐ نے اس خطبہ میں تصور آخرت کو یاد دلایا جو اسلامی عقیدہ کی اساس ہے۔ اگر کوئی فرد یا معاشرہ خود کو احتساب سے آزاد سمجھنے لگے تو ظاہر ہے کہ اس سے ظلم وستم اور شر وفساد کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اسے کسی چیز کی دہائی نہیں دی جاسکتی۔ آج کی اصطلاح میں اسی کو مطلق العنانی اور شاونیت کہا جاتا ہے۔ لیکن ایک خداترس معاشرے میں ظلم وجبر کو پنپنے کے لئے مشکل ہی سے سازگار ماحول میسر آسکتا ہے۔

ترجمہ: دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعۃ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنوہذیل نے مارڈالا تھا۔ اب میں معاف کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے۔ اب یہ ختم ہوگیا۔

لوگو! خدا نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

قرض قابل ادائی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیئے۔ اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے۔ سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے[۲۵]۔

جاہلیت کی معاشرتی زندگی کی طبقاتی تقسیم نے معاشی جدوجہد کو بھی متاثر کیا تھا۔ لوٹ کھسوٹ اور بدنظمی، معاشی زندگی کی خصوصیت تھی۔ سرمایہ دار طبقے نے سود جیسی لعنت مسلط کر رکھی تھی جس سے غریب کا خون چوسا جارہا تھا۔ معاشرتی زندگی کی برائی شراب نے جوئے کے ساتھ مل کر معاشی زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔ ذرائع آمدنی پر مخصوص لوگوں کا قبضہ تھا۔ طریق صرف میں کس اخلاقی اصول کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ ہر معاشی جدوجہد خودغرضی اور سنگدلی پر مبنی تھی۔ رحمۃ اللعالمین نے اس میدان میں بھی انسانیت کے لئے بہترین اصول اور طرز عمل عطا کیا۔ سود کو ختم کیا اور سب سے پہلے اپنے چچا کے سود کو باطل قرار دیا[۲۶]۔ آئندہ کے لئے سودی کاروبار کرنے والوں کو اللہ اور اس

کے رسولؐ کا باغی قرار دیا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سود دیکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ خدا کی پھٹکار میں یہ سب برابر ہیں [۲۷]۔

آپؐ نے بیع و شرا کے تمام باطل طریقے ختم کیے [۲۸] اور رزق حلال کی دعوت دی۔ جوئے اور شراب کو بند کیا اور اس کے ذریعے پیدا ہونے والی فضول خرچی کو شیطانی فعل سے تعبیر کیا۔ اقتضاء اور اعتدال کو معاشی زندگی کی روح قرار دیا۔ تمام غیر اخلاقی اور ظالمانہ طریقے بند کیے تاکہ انسانوں کا کوئی طبقہ بھی ظلم کا شکار نہ ہو۔ رحمت نبویؐ نے مظلوم انسانیت کو سہارا دیا۔ قرآن وسنت نے آپؐ کا رحیمانہ طرز عمل بیان کیا۔ شراب اور جوئے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

ترجمہ: تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ ان دونوں میں بڑی برائی ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور ان کی برائی ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے [۲۹]۔

ترجمہ: بلاشبہ شراب، جوا، بت اور پانسے شیطان کے کام ہیں۔ پس تم ان سے بچو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو [۳۰]۔

نفع کا ایسا معاملہ جس میں اضطرار اور مجبوری پائی جائے یا جبری رضا کو حقیقی رضا کے قائم مقام کر دیا جائے۔ مثلاً سود یا مزدور کی کم اجرت، آپؐ نے اس طرح کے کاروبار کو ممنوع کر دیا۔

قرآن پاک میں ہے کہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا [۳۱]۔

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے [۳۲]۔

خطبہ میں امین کو امانت کی ادائیگی اور قرض دار کو قرض کی واپسی کا درس دیا ہے۔ نیز تحفے کے بدلے تحفہ دینے کا اور ضامن بننے پر تاوان ادا کرنے کا درس دیا ہے۔ اس خطبے نے اقتصادی عدم توازن کے راستے مسدود کر دیئے۔ سود کو حرام قرار دیا کیونکہ سودی نظام میں غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور سرمایہ داروں کی ظلم وستم اور استبداد کی چکی میں غریب پس کر رہ جاتا ہے۔ نسل انسانی پر یہ اسلام کا ناقابل فراموش احسان ہے کہ اس نے اس خطبے کے ذریعے اس سرمایہ دارانہ نظام کی جڑوں پر ضرب شدید لگائی ہے۔

ایفائے عہد بھی ایک بنیادی اخلاقی وصف ہے۔ وعدے کا لحاظ انسان کی صداقت کا مظہر ہے۔ ایفائے عہد کو مومن کی اولین صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اور اللہ کا نام لے کر جب تم آپس میں ایک دوسرے سے اقرار کرلو تو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکی کر کے توڑا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو تم نے اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے[۳۳]۔

دوسری جگہ فرمایا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو[۳۴]۔

حضرت انسؓ کے مطابق آپؐ ہر خطبہ میں ارشاد فرماتے

ترجمہ: جس میں عہد نہیں اس میں دین نہیں[۳۵]۔

حضورؐ نے فرمایا کہ

سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں[۳۶]۔

حضورؐ نے خطبہ میں معیشت کے سلسلے میں تمام اسلامی احکام و ہدایات کی وضاحت فرمادی تاکہ معاشرہ مستحکم ہو اور صحیح معنوں میں اسلامی معاشی نظام رائج ہو۔

آپؐ نے انتقام کے چکر کو ختم کرنے کا اعلان فرمادیا جو افراد اور قوموں کی زندگی میں سب سے بڑی فساد کی جڑ ہے۔ آج کی اصطلاح میں یہ جذبۂ انتقام، توازن طاقت "Balance of Power" کے خوبصورت نام کی آڑ میں پرورش پاتا ہے اور اسے ''نزع سلاح'' یعنی Disarmament کی تحریک سے دبانے کی ساری کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔

آپؐ نے سود کی مخالفت و ممانعت کر کے اور دیگر معاشی اصلاحات فراہم کر کے اقتصادی زندگی سے استحصال کا خاتمہ کر دیا۔

دین سے متعلق احکامات

ترجمہ: میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ خدا کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہے۔ اس لئے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا[۳۷]۔

دین یا مذہبی زندگی سے وہ امور مراد ہیں جو عبودیت اور پرستش سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسانی زندگی کا یہ صلہ جتنا اہم تھا اسی قدر مجروح تھا۔ شرک اور مذہبی اجارہ داری نے خودساختہ شریعت کے ذریعے عوام کے ذہنوں کو مفلوج کر رکھا تھا۔ عقل و فکر کے استعمال پر قدغنیں تھیں۔ مذہبی خداؤں نے حلال و حرام کے اپنے پیمانوں سے انسانی زندگی کو بوجھل بنا دیا تھا۔ جہاں کہیں پیغام ربانی کی روشنی تھی اسے تاویلات و تحریکات سے تاریک تر کر دیا گیا تھا۔ انسان اسی تاریک ماحول میں آنکھ کھولتا اور تاریکی کے انہیں دبیز پردوں کے اندر ابدی نیند سو جاتا۔ رحمت نبویؐ نے انسان کو اس تاریکی سے نجات دلانے کی سعی مسلسل فرمائی۔ اس کے لئے آپؐ نے درج ذیل امور اختیار فرمائے۔

۱۔ دعوت فکر و تدبیر

۲۔ مذہبی خداؤں کی نفی

۳۔ خودساختہ قوانین کی تردید

معجزات اور خرق عادات کے رسیا انسان کو پہلی مرتبہ یہ بات سمجھائی کہ پختہ کردار اور درست سیرت سب سے بڑا معجزہ ہے۔ عقل و فکر کی قوتوں سے کام لے کر خود کو اور خالق کائنات کی حکمتوں کو سمجھنا ہی سب سے بڑا کام ہے۔ قرآن پاک میں اس پہلو پر بڑے بلیغ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے مثلاً

ترجمہ: کیا پھر قرآن میں تدبر نہیں کرتے اور اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے آتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے[۳۸]۔

حضورؐ نے دینی زندگی کے باطل تصورات کو مٹا دیا۔ انسانوں کو اس بارگراں سے نجات دلائی جو از خود انہوں نے اٹھایا تھا یا انہیں اٹھوایا گیا تھا۔ توحید خالص کی تعلیم فرمائی۔ عقیدہ توحید پر ہی اسلام کے نظام عبادت، نظام معاشرت، نظام معیشت، نظام حکومت و سیاست، نظام حدود و تعزیر وغیرہ کا دارومدار ہے۔ عقیدہ توحید کے بغیر اسلام میں اعمال صالح کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسلام میں وہی عمل مقبول ہے جو خدائے واحد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ وہی ہجرت معتبر ہے جو اللہ کے لئے کی جائے۔ آپؐ نے خطبہ میں کتاب اللہ یعنی قرآن پاک کو

سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی - یہی عقیدہ توحید کی مضبوطی کا تقاضا ہے - گمراہی سے بچنے کا بہترین اور عمدہ راستہ قرآن کو مضبوطی سے تھام لینا ہے - مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچنے کی تلقین فرمائی اور حکم دیا کہ مقررہ حدود یعنی اللہ کی مقرر کردہ حدود میں ہرگز تجاوز اور زیادتی نہ کرو - عقائد و اعمال میں، معاملات میں، کھانے پینے کی چیزوں میں اور زیب و زینت وغیرہ میں سختی سے غلو کی ممانعت فرمائی - زینت کو جائز رکھا مگر اس میں فضول خرچی اور نخوت کو منع فرمایا - عبادت کا حکم دیا مگر نفس و بدن کو حد سے زیادہ تکلیف دینے کی ممانعت کردی - ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اے اولاد آدم! زینت اختیار کرو ہر عبادت کے موقع پر - کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو - بے شک اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا ہے - اے پیغمبر! آپ پوچھیں کہ اللہ کی زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے جنہیں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے - کہہ دیجئے یہ چیزیں دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں - اور خصوصاً قیامت میں انہیں کے لئے خاص ہوں گی - ہم ہی اپنے احکام کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں [۳۹] -

خطبہ حجۃ الاسلام اہل ایمان و اسلام کو اسلام کی آفاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے - اس میں دین اسلام کے ارکان جنہیں ''بنی الاسلام'' کہا گیا ہے کی وضاحت کی گئی ہے - نبی اکرمؐ خاتم النبی اور آپ کی امت آخری امت ہے جس کے لئے توحید درس اول ہے - نماز پنجگانہ کی ادائیگی لازم ہے - اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو - اس لئے کہ اسلام محض ایک اعتقادی چیز نہیں ہے بلکہ عملی چیز ہے - اور عملی چیز بھی ایسی کہ زندگی میں ہر وقت اور ہر لمحہ ایک مسلمان کو اسلام پر عمل کرنے اور کفر و فسق سے لڑنے کی ضرورت ہے - ایسی زبردست عملی زندگی کے لئے لازم ہے کہ مسلمان خدا کے احکام بجالانے کے لئے ہر وقت مستعد رہے - اس لئے دین میں پانچ قت نماز فرض کی گئی تا کہ جو مسلمان ہونے کے مدعی ہیں انکا بار بار امتحان لیا جاتا رہے - مسلمان اسلام کے مطابق عمل کرہی نہیں سکتا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اسے دیکھ رہا ہے - تمام دنیا سے چھپ جانا ممکن ہے مگر خدا سے چھپنا ممکن نہیں - تمام دنیا کی سزاؤں سے آدمی بچ سکتا ہے مگر خدا کی سزا سے بچنا غیر ممکن ہے - یہی یقین انسان کو خدا کے احکام کی خلاف ورزی سے روکتا ہے - اسی یقین کے زور سے وہ حلال و حرام کی ان حدود کا لحاظ رکھنے پر مجبور ہوتا ہے جو اللہ نے زندگی کے معاملات میں قائم کی ہیں - اس لئے اللہ نے دن میں پانچ وقت نماز فرض کی ہے تا کہ وہ اس یقین کو دل میں بار بار مضبوط کرتی رہے - چنانچہ قرآن کریم میں خود اللہ ہی نے نماز کی اس مصلحت کو بیان کردیا کہ

ترجمہ: نماز وہ چیز ہے جو انسان کو بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے [۴۰] -

آپؐ نے تعلیم فرمائی کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں- خود قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے-

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ[۴۱]-

حضورؐ نے مختلف طریقوں سے روزے کے اصل مقصد کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ مقصد سے غافل ہو کر بھوکا پیاسا رہنا کچھ مفید نہیں- آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: جس کسی نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا اور پانی چھوڑ دینے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں-

دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا- اور بہت سے راتوں کو کھڑے رہنے والے ایسے ہیں کہ اس قیام سے رت جگے کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا[۴۳]-

روزے کے اصل مقصد کی طرف حضورؐ اس طرح توجہ دلاتے ہیں کہ:

ترجمہ: یعنی جس نے روزہ رکھا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے[۴۴]-

حدیث مبارکہ:

روزے ڈھال کی طرح ہیں کہ جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچنے کے لئے ہے اسی طرح روزہ بھی شیطان کے وار سے بچنے کے لئے ہے) لہذا جب کوئی شخص روزے سے ہو تو اسے چاہیئے کہ (اس ڈھال کو استعمال کر لے) دنگے فساد سے پرہیز کرے- اگر کوئی شخص اس کو گالی دے، یا اس سے لڑے تو اس کو کہہ دینا چاہیئے کہ بھائی میں روزے سے ہوں (مجھ سے یہ توقع نہ رکھو کہ تمہارے اس مشغلے میں حصہ لونگا)[۴۵]-

زکوٰۃ کی ادائیگی کو ضروری اور فرض قرار دیا گیا- زکوٰۃ کے معنی پاکی اور صفائی کے ہیں- اپنے مال میں سے ایک حصہ حاجتمندوں اور مسکینوں کے لئے نکالنے کو زکوٰۃ کہا گیا ہے کہ اس طرح کا انسان کا مال اور اس کا نفس بھی پاک ہو جاتا ہے- جو شخص خدا کی عطا کردہ دولت میں سے خدا کے بندوں کا حق نہیں نکالتا اس کا مال ناپاک ہے اور مال کے ساتھ اس کا نفس بھی ناپاک ہے- کیونکہ اس کے نفس میں احسان فراموشی بھری ہوتی ہے- اس کا دل اتنا تنگ ہے، اتنا خودغرض ہے، اتنا زر پرست ہے کہ جس خدا نے اس کو حقیقی ضروریات سے زیادہ دولت دے کر اس پر احسان کیا اس

کے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے بھی اس کا دل دکھتا ہے- ایسے شخص سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دنیا میں کوئی نیکی بھی خدا کے واسطے کر سکے گا؟ کوئی قربانی بھی محض دین وایمان کی خاطر برداشت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا فرض عائد کر کے ہر شخص کو امتحان میں ڈالا ہے- جو شخص بخوشی اپنی ضرورت سے زیادہ مال میں سے خدا کا حق نکالتا ہے اس کے بندوں کی مدد کرتا ہے وہی اللہ کا محبوب اور پسندیدہ ہے- اور وہی اس لائق ہے کہ اہل ایمان کی جماعت میں اس کا شمار کیا جائے- ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو- (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو)[۴۶]-

تھوڑا آگے چل کر اسی سورہ مبارکہ میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: نیکی محض اس کا نام نہیں ہے کہ مشرق یا مغرب کی طرف تم نے منہ کر لیا بلکہ نیکی اس شخص کی ہے جس نے اللہ اور آخرت اور ملائکہ اور کتاب الٰہی اور پیغمبروں پر ایمان رکھا اور اللہ کی محبت میں اپنے حاجتمند رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں پر اپنا مال خرچ کیا اور (قرض یا اسیری) گردنیں چھڑانے میں مدد دی- اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی اور نیک لوگ وہ ہیں جو عہد کرنے کے بعد اپنے عہد کو پورا کریں اور مصیبت اور نقصان اور جنگ کے موقع پر صبر کے ساتھ راہِ حق پر ڈٹ جائیں- ایسے ہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور ایسے ہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں[۴۷]-

خطبہ حجۃ الاسلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حج فرض ہے اور ہر صاحب حیثیت مسلمان پر فرض ہے- آپ کی تشریف آوری سے پہلے حج سے متعلق بے شمار غلط رسمیں رواج پا چکی تھیں اور یہ حالت کم وبیش ڈھائی ہزار برس تک رہی- اس طویل مدت میں کوئی نبی سرزمین عرب میں پیدا نہیں ہوا نہ کسی نبی کی خالص تعلیم عرب کے لوگوں تک پہنچی- آخرکار حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کے پورا ہونے کا وقت آیا جو انہوں نے کعبہ کی دیواریں اٹھاتے وقت اللہ سے مانگی تھی یعنی:

ترجمہ: پروردگار! انہی کے درمیان ایک پیغمبر خود انہی کی قوم میں سے بھیجیو جو انہیں تیری آیات سنائے اور کتاب اور دانائی کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق درست کرے[۴۸]-

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ایک انسان کامل پیدا ہوئے جن کا نام پاک محمدؐ بن عبداللہ تھا- جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے پروہت خاندان میں آنکھ کھولی تھی اسی طرح حضورؐ نے بھی اسی خاندان میں آنکھ کھولی جو

صدیوں سے کعبہ کا متولی بنا ہوا تھا۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے خاندان کی اس روایت پر ضرب لگائی اسی طرح حضورؐ نے بھی اس پر ضرب کاری لگائی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے تمام باطل عقیدوں اور جھوٹے خداؤں کی خدائی مٹانے کے لئے جدوجہد کی تھی اور ایک خدا کی بندگی پھیلانے کی کوشش کی تھی بالکل وہی کام آپؐ نے بھی کیا۔ اور پھر اسی اصلی اور بے لوث دین کو تازہ کر دیا جسے ابراہیمؑ لے کر آئے تھے۔ ۲۱ سال کی مدت میں جب یہ سارا کام مکمل کر چکے تو اللہ کے حکم سے آپؐ نے پھر اسی طرح کعبے کو تمام دنیا کے خدا پرستوں کا مرکز بنانے کا اعلان کیا اور پھر وہی منادی کہ سب طرف سے حج کے لئے اس مرکز کی طرف آؤ۔ ارشاد ربانی ہے

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک آنے کی قدرت رکھتا ہو وہ حج کے لئے آئے۔ پھر جو کوئی کفر کرے (یعنی قدرت کے باوجود نہ آئے) تو اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے [۴۹]۔

جب کوئی شخص قدرت رکھنے کے باوجود قصداً حج نہ کرے اس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: جس کو نہ کسی صریح حاجت نے حج سے روکا ہو نہ کسی ظالم سلطان نے نہ کسی روکنے والے مرض نے اور پھر اس نے حج نہ کیا ہو اور اسی حالت میں اسے موت آ جائے تو اسے اختیار ہے خواہ یہودی بن کر مرے یا نصرانی بن کر۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

ترجمہ: اللہ کو یاد کرو اسی طرح جیسے تمہیں اللہ نے ہدایت کی ہے ورنہ اس سے پہلے تو تم گمراہ تھے [۵۰]۔

تمام بیہودہ افعال کی سخت ممانعت کر دی گئی۔ فرمایا:

ترجمہ: حج میں نہ شہوانی افعال کئے جائیں نہ فسق و فجور ہو نہ لڑائی جھگڑے ہوں [۵۱]۔

ایسے ہی پاک صاف، بے لوث اور مخلصانہ حج کے متعلق نبیؐ نے فرمایا کہ

ترجمہ: جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور اس میں شہوات اور فسق و فجور سے پرہیز کیا وہ اس طرح پلٹا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں اولیاء اللہ اور اہل علم کی اطاعت کی تلقین فرمائی گئی ہے تا کہ انسان گمراہ ہونے کی بجائے اولیاء و حکام کی تعلیمات جو قرآن و سنت کا مرقع ہیں پر عمل پیرا ہو کر دنیا و دین میں سرخرو ہو سکے۔ اور ہر شخص کو اس کے اعمال و افعال کا ذمہ ٹھہرا دیا۔ یہ نہیں کہ جرم باپ کرے اور سزا کا مستحق بیٹا قرار پائے یا جرم کا مرتکب بیٹا ہو اور سزاوار باپ کو قرار دیا جائے۔ اگر خود احتسابی کا عمل شروع ہو جائے تو صحیح معنوں میں عفیف و پاکیزہ معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

سیاسی نقطہ نظر سے یہ خطبہ اسلام ہی میں نہیں تمام اقوام عالم کے لئے عظیم منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ خطبہ وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کن اصولوں پر تشکیل پاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حاکم ومحکوم کی تفریق غلط ہے۔ حاکم صرف اللہ کی ذات ہے اور انسان اس کا انتظامی نائب ہے۔ لہذا کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے انسانوں کو محکوم بنا کر اپنا بندہ بنائے۔ اسے خود بھی معصیت خداوندی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور دوسروں کو بھی معصیت الٰہی میں اپنی اطاعت نہیں کرانی چاہیئے۔ ارشاد ربانی ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّالِلّٰہِ حکم صرف اللہ کا ہے[۵۳]۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

ترجمہ: خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں[۵۳]۔

حضورؐ کا فراہم کردہ سیاسی نظام نوع انسان کے لئے پیغام برکت وراحت ہے۔ اسی بناء پر اسے انسانیت کا منشور اعظم قرار دیا گیا ہے[۵۴]۔

سیاست سے متعلق سب سے بہترین اور جامع اصول یہ بتایا گیا کہ

لوگو! اگر کوئی نکٹا سیاہ فام حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ تمہیں کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو تم پر اس کی اطاعت کرنا لازم ہے[۵۵]۔

لیکن کسی امیر کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق احکام نافذ کرے۔ اسے احکام خداوندی کی پیروی کرنا ہوگی اور اجتہاد واستنباط اور اس کے نفاذ میں مقتدر اور ذمہ دار افراد سے مشورہ کرنا ہوگا۔

ترجمہ: اور ان کا کام آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے[۵۶]۔

ترجمہ: اور معاملات میں ان سے مشورہ لے۔ پھر جب پختہ ارادہ کرے تو اللہ پر ہی بھروسہ کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے[۵۷]۔

امیر کے لئے عدل وانصاف اہم شرط ہے۔ کسی دشمنی، مفاد یا کسی خواہش کی وجہ سے اسے مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے

ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی میں باہم کسی کی مدد نہ کرو[۵۸]۔

ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ سے

قریب تر ہے۔

خطبہ حجۃ الاسلام میں تمام مسلمانوں کو کتاب اللہ کی طرف بلایا گیا جو اسلامی معاشرے کا بنیادی دستور ہے۔ حاکمانِ وقت کی اطاعت کی تلقین سے یہ مراد ہے کہ مسائل نظم ونسق اور سیاسی خلفشار پیدا نہ ہو۔ اولوالامر کا انتخاب چونکہ جمہوری طریق پر ہوتا ہے اسے تبدیل کیا جاسکتا ہے مگر اس کی حکومت کو بدنظمی اور انتشار کا شکار نہ بنایا جائے۔

عمومی ہدایت و گواہی

ترجمہ: سنو! جو لوگ جہاں موجود ہیں انہیں چاہیئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپؐ نے امانت (دین) پہنچا دی۔ اور آپؐ نے حق رسالت ادا فرمادیا۔ اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضورؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا''[۶۰]۔

یہ خطبہ حریت انسانی کا بین الوقوفی اور بین انسانی منشور ہے۔ اس کی آفاقی و عالمگیر تعلیمات اہل اسلام کے لئے نازل کی گئیں۔ یہ نظام روئے زمین کے تمام نظاموں سے برتر اور اعلیٰ وارفع ہے۔ لہذا اس موقع پر تکمیل دین اور اتمام نعمت کی بشارت سے متعلق آیت نازل کی گئی۔

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا[۶۱]۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ یہاں موجود لوگ میری باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ ہوسکتا ہے وہ ان لوگوں سے زیادہ اسے محفوظ کرنے والے ہوں۔ حقیقت میں امت مسلمہ پر تبلیغ دین کا اہم ترین فریضہ سونپ دیا۔ آپؐ نے تبلیغ کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ

ترجمہ: ابوسعید الخذری رسولؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں جو کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے درست کردے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہوگا[۶۲]۔

قرآن کریم نے تو تبلیغ کو اس امت کی خصوصیت قرار دیا۔ فرمایا

ترجمہ: مومنو! جتنی (قومیں) امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو[۶۳]۔

رسولؐ نے اپنی امت کو نیکی پھیلانے اور بھلی بات کو آگے پہنچانے کی تربیت دی اور احساس بھی دلایا۔ بدی کو روکنے کا حکم دیا اور اس سے تعاون کرنے کے انجام بد سے ڈرایا۔ فرمایا!

ترجمہ: مجھ سے (علم) آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہو[۶۴]۔

یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد عمومی گواہی کے طور پر آپؐ نے تمام حاضرین سے سوال کیا کہ لوگو! قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے۔ سب نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپؐ نے احکامات الٰہیہ ہم تک پہنچا دیئے۔ نبوت و رسالت کا حق ادا کر دیا اور کھرے کھوٹے کی پہچان کرا دی۔ اس وقت نبی اکرمؐ نے انگشت شہادت اٹھا کر تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا کہ اے خدا! گواہ رہنا یہ سب میری گواہی دے رہے ہیں۔

نبی اکرمؐ نے خطبہ حجۃ الاسلام کے موقع پر (۱۰ھ) جو تصریحات فرمائیں تاریخ میں منشور انسانیت کے مترادف اور انسانی حقوق و فرائض کا عظیم شاہکار ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص کے بنیادی حقوق یعنی جان و مال و آبرو محفوظ اور قابل احترام ہیں۔ امانت کی واپسی اور قرض کی ادائیگی فرائض میں شامل ہے۔ ربا لینے کی یا دینے کی قطعی ممانعت کی گئی اور ارشاد ہوا کہ قرض خواہ کو اصل رقم واپس ہوگی۔ قتل عمد کے لئے قصاص اور شبہ عمد کے لئے دیت نہ گی۔ زوجین کے لئے ایک دوسرے پر حقوق کی صراحت کی گئی۔ کسی کا مال غصب کرنے اور کسی مسلمان بھائی کے خلاف لڑائی کی سخت تہدید کی گئی۔ احترام فرد کا معیار نسل و رنگ کی اضافی قدروں کی بجائے تقویٰ قرار دیا۔ وراثت میں قرآنی حصص کی پابندی کی تاکید فرمائی اور وصیت کی تہائی مال تک تحدید کی گئی۔ توحید و رسالت اور ارکان اسلام پر ایمان و علم کو دنیا و آخرت کی کامیابی قرار دیا۔ گمراہی و شیطانی کاموں سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ حضورؐ نے ہر اس شخص کو جو سرکاری عہدے پر تقرری کے لئے کوشاں ہو نا اہل قرار دیا[۶۵]۔ تقرری کا فیصلہ اس امیر کو تفویض کیا جو عوام کا نمائندہ ہے۔ آپؐ نے صاحب اختیار لوگوں کے تابع رہنے کی تاکید فرمائی اس شرط کے ساتھ کہ اس متابعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اثر نہ پڑے۔

ترجمہ: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں[۶۶]۔

اور قیامت کے دن ہر شخص کو اللہ کے سامنے یہ حساب دینا ہوگا کہ اس نے یہ ذمہ داری کس طور پر پوری کی تھی۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں

جوابدہی کی جائے گی[67]۔

حوالہ جات

۱- القرآن الکریم، ۲۸:۴۸۔

۲- ایضاً، ۲۷:۲۲۔

۳- پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبیؐ، لاہور، ۱۹۷۹ء، ۴۶-۷۴۸۔

۴- ایضاً، ۷۴۹-، ڈاکٹر حمید الدین، تاریخ اسلام، لاہور، ۱۹۸۷ء، ۵۸-۶۲-؛ قاضی سلمان منصور پوری، رحمۃ اللعالمین، جلد اول، لاہور، ۱۹۶۶ء، ۲۹۸-؛ ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری، اصح السید، کراچی، ۲۰۰۰ء، ۴۵۵-۵۰۰۔

۵- ابن ہشام، السیرۃ النبویہؐ، مصر، ۱۹۳۶ء، جلد چہارم، ۲۵۲-؛ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری (کتاب المغازی)، بیروت، ۱۹۸۱ء، جلد پنجم، ۲۶-۱۳۵۔

۶- م-ب-خالد، روح اسلام، لاہور، ۱۹۹۹ء، ۵۶-۵۷۔

۷- محمد طفیل، نقوش، (رسولؐ نمبر)، لاہور، ۱۹۸۲ء، جلد دوم، ۳۷-۳۶-۷۔

۸- امام بخاری، صحیح بخاری، باب حجۃ الوداع، جلد پنجم، ۱۷۰-۱۷-؛ ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور، ۱۹۶۸ء، ۲۶۰-۶۲۔

۹- القرآن، ۴۹:۱۳۔

۱۰- ایضاً، ۴:۱۔

۱۱- ایضاً، ۹۵:۴۔

۱۲- ایضاً، ۱۷:۷۰۔

۱۳- ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، جلد دوم، بیروت، ۱۹۶۱ء، ۱۸۸۔

۱۴- عبداللہ بن عبدالرحمٰن، السنن دارمی، جلد دوم (کتاب الرفاق)، دمشق، ۱۳۴۹ھ، ۳۲۰-؛ صحیح بخاری، باب الانبیاء، جلد چہارم، ۱۴۲۔

۱۵- محمد بن عیسیٰ ترمذی، الجامع ترمذی (کتاب الادب)، جلد پنجم، مصر، ۱۹۵۴ء۔

۱۶- القرآن، ۴:۳۲۔

۱۷۔ ایضاً، ۱۶: ۹۷۔

۱۸۔ محمد بن یزید القزوینی، السنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب حجۃ رسول اللہ، جلد دوم، قاہرہ، ۱۹۵۳ء، ۱۰۲۵۔

۱۹۔ احمد بن حنبلؒ، المسند، جلد ششم، مصر، ۱۹۳۶ء، ۲۵۶؛ دارمی، کتاب الطیارہ، جلد اول، ۹۴۔

۲۰۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، جلد ششم، ۱۴۵-۴۶۔

۲۱۔ احمد بن شعیب نسائی، السنن نسائی، کتاب عشرہ النساء، باب حب النساء، جلد ۷، ۶۲؛ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، کراچی، ۱۹۷۸ء، ۲۷-۲۹۔

۲۲۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، جلد ششم، ۱۴۶۔

۲۳۔ سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوک، جلد پنجم، حمص، ۱۹۷۱ء، ۳۶۱۔

۲۴۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یغطب علی خطبہ اخیہ، جلد ششم، ۱۳۷؛ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الظن، جلد پنجم، ۲۱۶-۱۷۔

۲۵۔ محمد طفیل، نقوش (رسولؐ نمبر)، جلد دوم، ۳۶-۳۷؛ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، دہلی، ۱۹۵۹ء، ۲۰۷-۱۱۔

۲۶۔ ابن ہشام، بحوالہ سابقہ، ۲۵۱۔

۲۷۔ مسلم بن الحجاج القشیری، مسلم الجامع الصحیح، کتاب البیوع، جلد پنجم، باب لعن اکل الربا وموکلہ، مصر، ۱۳۳۴ ہجری، ۵۰۔

۲۸۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، جلد سوم، ۴۲-۴۳۔

۲۹۔ القرآن، ۲: ۲۱۹۔

۳۰۔ ایضاً، ۵: ۹۰۔

۳۱۔ ایضاً، ۲: ۲۷۵۔

۳۲۔ ایضاً، ۲۷۶۔

۳۳۔ ایضاً، ۱۶: ۹۱۔

۳۴۔ ایضاً، ۵: ۱۔

۳۵۔ مسند احمد، جلد سوم، ۱۳۵، ۱۵۴، ۲۱۰۔

۳۶۔ جامع ترمذی، کتاب البیوع، باب استقراض البصیر، جلد سوم، ۶۰۸۔

۳۷- نقوش، (رسولؐ نمبر) جلد دوم، ۴۳۸-

۳۸- القرآن، ۴:۸۲-

۳۹- القرآن، ۷:۳۱-۳۲-

۴۰- مولانا مودودیؒ، حقیقت صوم وصلوٰۃ (خطبات) حصہ دوم، لاہور، ۱۹۹۱ء، ۲-۵، ۱۴-۲۳-

۴۱- القرآن، ۲:۱۸۳-

۴۲- بخاری، باب صوم، جلد سوم، ۲۱۳-

۴۳- ایضاً، ۲۱۸-

۴۴- ایضاً، ۲۲۳-

۴۵- ایضاً، ۳۰۷-

۴۶- القرآن، ۲:۴۳-

۴۷- ایضاً، ۱۷۷-

۴۸- مولانا مودودیؒ، حقیقت حج، (خطبات)، حصہ چہارم، لاہور، ۱۹۹۲ء، ۲۱؛ القرآن ۲:۱۲۷-۱۲۹-

۴۹- ایضاً، ۳:۹۷-

۵۰- ایضاً، ۲:۱۹۸-

۵۱- ایضاً، ۱۹۷-

۵۲- القرآن، ۱۲:۹۷-

۵۳- خطیب التبریزی محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارۃ، جلد دوم، دمشق، ۱۹۶۱ء، ۳۲۳-

۵۴- ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، لاہور، ۱۹۸۱ء، ۲۴۲-۲۴۳-

۵۵- ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل، لاہور، ۲۰۰۱ء، ۵۰۷؛ علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرۃ النبیؐ، جلد دوم، اعظم گڑھ، ۱۲۳۲ھ، ۲۰۴-۵-

۵۶- القرآن، ۴۲:۳۸-

۵۷- ایضاً، ۳:۱۵۹-

۵۸- ایضاً، ۵:۳

۵۹- ایضاً، ۸-

۶۰- نقوش (رسولؐ نمبر)، جلد دوم، ۳۸-۳۹۷؛ سید سلیمان ندوی، بحوالہ سابقہ، ۱۱۱-۱۳۱۔

۶۲- صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان کون النہی عن المنکر، جلد اول، ۵۰-

۶۳- القرآن، ۳: ۱۱۰-

۶۴- جامع ترمذی، کتاب العلم (باب ماجاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل)، جلد پنجم، ۴۰-

۶۵- ابوداؤد، کتاب الاقضیہ، (باب فی طلب القضاء)، جلد چہارم، ۸-

۶۶- مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ والقضاء، جلد دوم، ۳۲۳-

۶۷- صحیح بخاری، جلد چہارم، ۷۹-